**Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)**
**Volume 2 Issue 2, Fall 2022**
ISSN$_{(P)}$: 2790 8216 ISSN$_{(E)}$: 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

**Article QR**

ہندومت اور اسلام میں مقامات وزیارات کی معنویت۔تقابلی مطالعہ

**Title:** **The Significance of Sacred Travels between Hinduism and Islam: A Comparative Study**

**Author (s):** Sayed Alam Jamal Abdussalam Hasham, Muhammad Aslam Khan

**Affiliation (s):** Department of Islamic Studies, University of Lahore, Pakistan

**DOI:** https://doi.org/10.32350/mift.22.01

**History:** Received: August 24, 2022, Revised: October 10, 2022, Accepted: October 29, 2022, Available Online: December 25, 2022

**Citation:** Hasham, Sayed Alam Jamal Abdussalam, Muhammad Aslam Khan. "The significance of sacred travels between Hinduism and Islam: A comparative study." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 2, no.2 (2022): 01−15. https://doi.org/10.32350/mift.22.01

**Copyright:** © The Authors

**Licensing:** This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

**Conflict of Interest:** Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

# ہندومت اور اسلام میں مقامات وزیارات کی معنویت : تقابلی مطالعہ

# The Significance of Sacred Travels between Hinduism and Islam: A Comparative Study

**Sayed Alam Jamal Abdussalam Hasham***

Department of Islamic Studies, University of Lahore, Pakistan

**Muhammad Aslam Khan**

Department of Islamic Studies, University of Lahore, Pakistan

**Abstract**

Paying tribute and travelling to sacred places have been prevalent among all religions mainly for attaining a more lofty and higher rank not only on spiritual level but also to experience a closer proximity to holy personalities. Hinduism and Islam, being considered among the major religions of the subcontinent, also emphasized the importance of pilgrimages (or sacred travels), i.e., visits to certain places in order to overhaul and purify the stained soul that is the abode of human will, worldly desires and determinations. However, the difference lies in endorsement and execution of performing pilgrimages. Thus, making our topic a unique blend to actually formulate the exact triangle and its vertices that keeps the worshipper moving along the whole life. The research aims at drawing inferences and findings as to what are the real differences that lie between the purpose and achievement regarding sacred travels in Hinduism and Islam. The research methodology used here is narrative; and induces comparison to extract practical results.

***Keyword:*** Hinduism, Islam, Purification of soul, Sanctity, Sacred travels, Solitude

## ا. تمہید

زمانہ قدیم سے انسان مذہبی اسفار مقدسہ کے ذریعے روحانی جلاء اور بالیدگی حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہا ہے۔ ہندومت اور اسلام چونکہ برصغیر کے بڑے مذاہب ہیں اس لیے اس امر کو مرکز بحث بنایا گیا ہے کہ ہندو مذہبی اسفار اور مسلم مذہبی زیارات میں بنیادی اور جوہری فرق کیا ہے ۔اس سے ایک تو مسلم اور ہندو ثقافت کے نمایاں نقوش ابھر کر سامنے آئیں گے نیز ان عناصر کا ادراک بھی ہو گا جو غیر محسوس طریقے سے مذاہب میں باوجود امتیاز نظریات کے نفوذ کر جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے متاثر ہونے کی راہیں کھول دیتے ہیں۔ ادبی طور پر ان مقامات کے تاریخی پہلو بھی سامنے آئیں گے جن سے ثقافت کے ارتقا کے مراحل جاننا آسان ہو جائے گا۔

ہندومت کے بے شمار مقدس مقامات ہیں۔ لیکن ان میں سے سرفہرست وہ چار مقدس قیام گاہیں ہیں جنہیں نویں صدی کے عظیم مصلح شنکر نے تعمیر کیا تھا۔ یہ قیام گاہیں شنکر کے اُس تاریخی سفر کی یادگار ہیں جو شنکر نے انڈیا کے اردگرد کیا۔ انہیں ہندومت کی گدیاں بھی کہا جاسکتا ہے۔ انہیں چار دھم یاFour Abodes بھی کہا جاتا ہے۔

Encyclopedia of Religious, Rites, Rituals and Festivalsمیں منقول ہے:

"They are the four Dhams (special or holy place and a seat of religious authority)."[1]

---

*Corresponding author: Sayed Alam Jamal Abdussalam Hasham at alamjamal1970@gmail.com

[1] Salamone, A.Frank, Encyclopedia of Religious Rites, Rituals and Festivals, Routlege, New York, 2004, P.175.

ہندوؤں کے مقدس مقامات کی طرف سفر کو اصطلاحاً تیرتھ یاترا کہا جاتا ہے۔ مخصوص دائروی ترتیب کے مطابق یہ مساکن مندرجہ ذیل ہیں:

پوری (اُڑیسہ)　　رامیشورم (تامل ناڈو)　　دوارکا (گجرات)　　بدری ناتھ (ہمالیہ سلسلہ)

یہ زیارت پوری سے شروع ہوتی ہے۔ جو اُڑیسہ کا ساحلی شہر ہے۔ اس کے بڑے مندر میں جگ ناتھ (کرشن)، اُس کے بھائی بلرام اور بہن سبھدرا کے مجسّمے ہیں۔ ہر سال جون-جولائی میں ایک بڑے جلوس میں رتھ پر ان مجسّموں کی نقاب کشائی ہوتی ہے اور سینکڑوں لوگ دھکم پیل سے زخمی ہوتے ہیں۔ کلاک وائز سمت میں سفر جاری رہتا ہے اور دوسرے مسکن رامیشورم کی جانب رخت سفر باندھا جاتا ہے۔ اس جگہ ہندو اسطورہ کے مطابق رام نے راون کو ہلاک کرنے سے پہلے روحانی ترقی کے مدارج طے کیے تھے اور فتح مند واپسی کے بعد یہیں ایک خانقاہ بھی تعمیر کی تھی۔ اس خانقاہی مندر میں شیوا کے دولنگ بھی موجود ہیں جو شیوا کی حیات بخش صلاحیتوں کا استعارہ ہیں۔ بحیرۂ عرب کے بالمقابل دوارکا تاریخی شہر ہے۔ جو سات تاریخی شہروں میں بھی شمار ہوتا ہے۔ ہندو اساطیر کے مطابق کرشن نے یہ شہر آباد کیا اور اپنی زندگی کی آخری سانسوں تک یہاں قیام کیا۔ اس شہر میں مرنا مبارک سمجھا جاتا ہے اور ذریعہ نجات ہے۔

پال گوائن لکھتے ہیں:

> “Dwarka brings libertion from the wheel of reincarnation for those who die within its borders.”[2]

مقدس سفر کا چوتھا مقام ہمالیہ کی برف پوش چوٹی پر واقع بدری ناتھ کا مندر ہے۔ یہ سب سے اہم اور آخری سمجھا جاتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق لکشمی نے بدری کے درخت میں تبدیل ہو کر وشنو کی حفاظت کی تھی اس لیے اس جگہ کا نام بدری ناتھ پڑ گیا۔ مہابھارت کی دوسری روایت کے مطابق بدری ناتھ وہ مقام ہے جس پر چل کر مقدس گنگا دریا آسمانی جنتوں سے زمین پر ظاہر ہوا۔ یہاں گرم پانی کے دو چشموں کے بارے میں معروف ہے کہ اُن کا پانی شفا بخش صلاحیت سے مالا مال ہے۔ اصل یاترا کی لمبائی اور دشوار گزاری نے ایک چھوٹے سفر کو جنم دیا جو چھوٹا چاردھم کہلاتا ہے۔ یہ جمناتری سے شروع ہو کر گنگاتری پہنچتا ہے۔ کیدرناتھ کے قصبے کی طرف مڑتا ہے اور بالآخر بدری ناتھ کے مقام پر بڑے چاردھم کی طرح ختم ہو جاتا ہے۔

چاردھم کے فکری دائروی چکر کے بارے میں پال گوائن کا کہنا ہے:

> “The Chardham follows a clock-wise direction, imitating the normal circumabulation”[3]

ہر ہندو زندگی میں ایک بار ان چاروں مقامات کی یا کم از کم ان میں سے ایک کی زیارت ضرور کرتا یا کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ یوں شنکر کی اتباع ہو سکے اور نجات کے دروازے وا ہو سکیں۔

ہندو اساطیر وروایات کا تذکرہ کرتے ہوئے معروف ماہر مذہبیات ڈیانا ایک اپنی مشہور کتاب "Benaras, The City of Light" میں تحریر کرتی ہیں:

> “Ayodyha, Mathura, Hardvar, Kashi, Ujjain, Dvarka, Kanchi all seven are said to bestow moksha at the time of death.”[4]

[2] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.296.
[3] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.296.
[4] Eck, Diana, L, Benaras- City of Light, Knopf, 1982, P. 284.

ہندو مذہب کا مقدس ترین شہر بنارس ہے۔ ایک اسطورہ کے مطابق اسے پاروتی سے شادی کے بعد شیوا نے رہنے کے لیے چنا۔ چنانچہ اسے شیوا کا شہر بھی کہتے ہیں۔ دس میل رداس کا یہ شہر اُتر پردیش میں ہے۔ یہ 33 کروڑ دیوتاؤں کا شہر ہے اور ہر روز اس شہر میں ایک نیا تہوار منعقد ہوتا ہے۔ اسے کاشی اور ورانسی بھی کہتے ہیں۔ ہندو پنڈتوں کے مطابق اسے مہاشمشان بھی کہتے ہیں۔ یعنی کاشی میں کہیں بھی مردہ جلایا جاسکتا ہے۔ اسے ۲۵۰۰ سال قدیم شہر سمجھا جاتا ہے۔ بدھا، مہاویر اور شنکرا نے یہاں قیام کیا۔ یہاں کا وشواناتھ مندر مقدس ترین سمجھا جاتا ہے۔ جان باؤکر کے مطابق اس پورے شہر کو شیولنگ سمجھا جاتا ہے۔ نراد گروور کی کتاب میں لکھا ہے:

"Timeless city on the banks of Hinduism most sacred river."[5]

روایتی طور پر اس پورے شہر کا طواف کرنا ہندو مذہبی مشاغل میں شامل ہے۔ 35 میل کا یہ فاصلہ عموماً پیدل چل کر طے کیا جاتا ہے۔

بنارس اور گنگا کا ملن اچھوتا اور انوکھا ہے۔ مقدس کا مقدس سے ملنا مذہبی نشوں کو دو آتشہ بناتا ہے۔ اس لیے ہر ہندو کی خواہش ہوتی ہے کہ اُس کا آخری وقت بنارس میں ہو اور وہاں اُس کی راکھ شمشان گھاٹ سے اتار کر گنگا میں ڈال دی جائے تاکہ ہمیشہ کی موکشا اور رہائی نصیب ہو جائے۔ یوں بنارس ہندومت کا مقدس ترین شہر ہے اور ہندومت کا مترادف ہے۔ پال گوائن کا یہ جملہ ملاحظہ ہو:

"A place whose image is virtually synonymous with being Hindu."[6]

اترپردیش کا یہ شہر رام کے بھائی شترو گھن کی یادگار ہے اور کرشن مہاراج کی زندگی کے ساتھ منسلک ہے۔

متھرا جین مذہب اور بدھ مذہب کی یادگاریں بھی سمیٹے ہوئے ہے اور یہاں کا آرٹ خاص طور پر معروف و مشہور ہے۔ راون اس مقام پر روحانی طاقت حاصل کرنے کے لیے سرگرداں رہا۔ مہابلی کی قربانی کے لیے بھی یہ شہر یادگار ہے۔ اس شہر میں موجود گیتا مندر کرشن کے جانور چرانے کی یادگار کے طور پر باقی ہے۔ ہندومت میں نجات حاصل کرنے کا ذریعہ یہ شہر اُس جگہ پر ہے جہاں گنگا میدانوں کا رخ کرتا ہے۔ اسے شیوا اور وشنو دونوں سے منسوب کیا جاتا ہے اور ہری دوار کہنے کا مطلب اس کا وشنو سے تعلق جوڑنا ہے۔ یہاں کا غسل گنگا ہندو روایات کے مطابق سارے پاپ دھو ڈالتا ہے۔ ہردوار ہندوؤں کے سب سے بڑے کمبھ میلے کا مرکز بھی ہے۔ روایت مشہور ہے کہ یہاں امرت کا ایک قطرہ ٹپکا تھا جس نے اس جگہ کو لافانی اور امر بنادیا۔ یہاں پر موجود وشنو کے پاؤں کے نشان کے درشن کیے جاتے ہیں۔ نیز مردہ رشتہ داروں کو یہاں آخری رسومات کے لیے لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہندومت کے سات مقدس ترین شہروں میں سے ایک "اجین" شپرا کے دریا کے قریب مدھیہ پردیش میں ہے۔ یہاں بھی بارہ سال میں ایک بار کمبھ میلہ منعقد ہوتا ہے۔ ہندو روایات کے مطابق یہاں شیوا نے راکھشس تری پرا کا قتل کیا تھا۔ تامل ناڈو کا شہر کانچی پورم شروع ہی سے ہندو زیارات کا مرکز رہا ہے۔ شہر کا شمال شیو مندروں اور جنوب وشنو مندروں کی آماجگاہ ہے۔ یہاں کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں شنکر نے سادھوؤں کے لیے خانقاہ بنوائی تھی۔ کیلاش ناتھ کا شیو مندر اور ویکنا تھ کا وشنو مندر اہم زیارات ہیں۔ کانچی پورم عورتوں کی ساڑیوں کے لیے بھی مشہور ہے۔ رام کی جنم بھومی ہونے کی وجہ سے ایودھیا ہندومت کے سات مقدس ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ اس کا ذکر جین کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ ایودھیا کو زیادہ شہرت حالیہ دور میں اُس وقت ملی جب رام کے جنم استھان کا تنازعہ کھڑا کر کے صدیوں پرانی بابری مسجد کو ۱۹۹۲ میں شہید کیا گیا۔ یہاں رام نومی کا تہوار مذہبی جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ کمبھ میلہ انسانی برادری کا سب سے بڑا اکٹھ اور اجتماع

[5] Grover, Nirad, Sacred Sites of the World, Roli Books, 2004, P.115.
[6] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.298.

ہندو مذہب و ثقافت کا مذہبی حج کہلاتا ہے۔

روایت ہنود کے مطابق ایک بار دیوتا کمبھ (مٹی کے گھڑے) کے لیے لڑ پڑے جس میں سوم رس (آب حیات تھا)۔ وشنو گھڑے کو لے اُڑا لیکن اس دوران اُس گھڑے سے چار قطرے الہ آباد، ہر دوار، ناسک اور اجین شہر میں گرے اور یہ شہر مقدس بن گئے۔ چونکہ اُن دیوتاؤں کی زندگی کا ایک دن دنیاوی سالوں کے لحاظ سے بارہ سال کے برابر ہے۔ لہٰذا تین تین سال کے بعد چاروں مقدس شہروں میں کمبھ میلے کا انعقاد ہوتا ہے جبکہ بارہ سال کے بعد سب سے بڑا میلہ لگتا ہے۔ ان چاروں مقدس شہروں میں الہ آباد کو خصوصی طور اہمیت حاصل ہے اور جب زیارت کرنے والوں کا ہجوم الہ آباد پہنچتا ہے تو وہاں ایک سے دو کروڑ ہندو اکٹھے ہوتے ہیں۔ الہ آباد پریاگ کے نام سے بھی معروف ہے۔ الہ آباد ہندو مذہب کے تین مقدس ترین دریاؤں کا سنگم ہے۔ یہاں گنگا، جمنا اور سرسوتی آکر ملتے ہیں۔ لہٰذا ہر ہندو کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ان دریاؤں کے ملن کی جگہ پر اشنان لے اور اپنا پاپ معاف کروالے۔ الہ آباد کا آردھ میلہ اور ماگھ میلہ بھی مشہور ہیں۔

کے۔ وی۔ سنگھ لکھتے ہیں:

> "Kumbh: the redeemer of sins.... removes obstacles in man's progress towards supreme achievements in life."[7]

جبکہ مشہور ماہر مذہبیات پروفیسر جان ایسپوزیٹو اپنی کتاب "World Religions Today" میں لکھتے ہیں:

> "The benefits are: healing, good karma, personal transformation. The more typical goal is to seek general benefit through darshan and puja."[8]

یہ زیارت جولائی اگست کے دنوں میں ہوتی ہے۔ امرناتھ کے غار کے بارے میں ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ یہاں شیوا کا مسکن ہے۔ نیز ہمالیہ کے سلسلہ میں واقع ہونے کی وجہ سے کشمیر کا یہ سفر مقدس سمجھا جاتا ہے۔ سنسکرت زبان کے اس لفظ کا مطلب ہے ہمیشہ کی زندگی دینے کا مالک۔ یہ شیو لنگا کو کہا جاتا ہے اور امرناتھ کے مقام پر اس کی عبادت کی جاتی ہے۔ یعنی جو زائر بھی زیارت کرے گا لنگا جی کی زیارت سے وہ امر ہو جائے گا۔ امرناتھ کے شیولنگ کو قدرتی سمجھا جاتا ہے۔ نیز اس سے متعلق فاختاؤں کی کتھا بھی زبان زد عام ہے جن کو ہمیشہ زندگی حاصل کرنے کا راز شیوا سے معلوم ہوا تھا۔ ۵۰۰، ۷ فٹ بلندی پر بنا ہوا یہ مندر ہندوؤں کی یاترا کا خصوصی مقام ہے۔ کشمیری لوگ ہر سال ہندوؤں کو یہ یاترا کروا کر روزی روٹی کا سامان کرتے ہیں۔ لنگا جو شیوا کا خاص نشان ہے ہندو مذہب کا نہایت مقدس جز ہے۔ وہ لنگا جو بارہ مقامات پر موجود ہیں جیوتری لنگا (یعنی روشنی کا لنگا) کہلاتے ہیں۔ ان کی زیارت بھی ہندوؤں کے ہاں اہم درجہ رکھتی ہے۔

سومناتھ ریاست گجرات میں ویروال کے مقام پر ہے۔ اسے سب سے پہلا زیارتی مقام سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ سولہ بار آباد اور تباہ ہوا۔ کیدرناتھ ریاست اترکھنڈ میں ہے۔ اسے شیوا کی مستقل رہائش اور کوہ کیلاش کے قریب مانا جاتا ہے۔ مشہور ہے کہ یہاں شیوا نے جنگلی سؤر کا روپ دھارا تھا۔ کاشی وشوانتا ریاست اتر پردیش میں ورانسی کے مقام پر ہے۔ ورانسی اور گنگا کنارے ہونے کی وجہ سے اسے انتہائی مقدس سمجھا جاتا ہے۔ مہا کالیشور ریاست مدھیہ پردیش میں اجین کے مقام پر ہے۔ بارہ جیوتری لنگا میں صرف اسے سمبھو مانا جاتا ہے۔ مالکر جانہ ریاست آندھرا پردیش میں ہے۔ مشہور ہے کہ یہیں شنکر نے شیو نندا منتر ترتیب دیا تھاS۔ اومکار ایشور ریاست مدھیہ پردیش

[7] Singh, K.V, Hindu Rites and Rituals, Penguin, 2015, P.81.
[8] Esposito, John, L., World Religions Today, OUP, 2009, P.362.

کے ایک شہر کھانڈوا میں واقع ہے۔ باج ناتھ ریاست جھاڑ کھنڈ میں دیوگڑھ کے مقام پر ہے۔ اسے شیوا کی سب سے مقدس آرام گاہ مانا جاتا ہے۔ مشہور ہے کہ یہاں راون نے شیوا کی عبادت کی تھی۔ گش میشور ریاست مہاراشٹر میں اورنگ آباد کے مقام پر ہے۔ بھیم شنکر ریاست مہاراشٹر میں پونے کے مقام پر ہے۔ ترمبک ایشور ریاست مہاراشٹر میں ترمبک کے مقام پر ہے۔ اسے گوداوری دریا کا نقطہ ء آغاز مانا جاتا ہے۔ ناگیشور ریاست گجرات کے مشہور مقدس شہر دوارکا کے مقام پر ہے۔ رامیشورم ریاست تامل ناڈو میں ہے۔ یہاں رام کا ستون موجود ہے۔

یہ لنگا زرخیزی کا نشان ہیں۔ اُن کی ابتدا اور انتہا نامعلوم ہے۔ اس لیے ہندو ان جیوتری لنگاؤں کی زیارت کر کے اپنی زندگی کو زرخیز اور روحانی مدارج کو لاانتہا بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہندومت میں سات دریا مقدس ہونے کا درجہ رکھتے ہیں اور ہندومنت کے خاص شعائر میں اُن کا شمار ہوتا ہے۔ نام مندرجہ ذیل ہیں:

گنگا　　جمنا　　سرسوتی　　گوداوری　　سندھو　　نرمادا　　کویری

گنگا ہندومت کا مقدس ترین دریا ہے۔ اگرچہ رگ وید کے مطابق سرسوتی گنگا سے بھی پرانا ہے لیکن اس کے باوجود گنگا کا تقدس ہندومت میں نقطہ کمال پر ہے۔ اس لیے ہندو اسے گنگا مایا یا گنگا جی بھی کہتے ہیں۔ ایک اسطورہ کے مطابق گنگا سفید تاج پہنے ایک خوبصورت عورت ہے جس کے ایک ہاتھ میں پانی کا برتن ہے اور وہ اپنے پالتو مگرمچھ پر سوار ہے۔ ایک اسطورہ کے مطابق یہ وشنو کے پسینہ سے پیدا ہوا۔ ایک کہانی کے مطابق گنگا پاروتی کی بہن ہے۔ ایک دیومالائی کہانی کے مطابق اسے رادھا نے آسمان سے زمین پر بھیجا۔ ہندو گنگا جل کا انتہائی احترام کرتے ہیں۔ اسے پوتر ترین پانی سمجھا جاتا ہے اور یہ عقیدہ عام ہے کہ اگر گنگا جل میں ارتھی کی راکھ ڈال دی جائے تو سارے پاپ دھل جاتے ہیں۔ اگرچہ گنگا ہردوار، کانپور، الہ آباد، ورانسی، غازی پور، پٹنہ اور کلکتہ سے گزرتا ہے لیکن گنگا کا جو فکری تعلق ورانسی (بنارس) سے ہے وہ کسی دوسرے سے نہیں۔ ورانسی کے شمشان گھاٹ سب سے مقدس سمجھے جاتے ہیں اور بوڑھے ہندو آخری وقت یہ خواہش رکھتے ہیں کہ انہیں ورانسی میں گنگا جل میں مرنے کے بعد راکھ کی صورت میں ڈوبنا نصیب ہو۔

روٹلیج کے مذہبی انسائیکلوپیڈیا کے مطابق:

“Ganges water is used in all religious rituals.”[9]

کمبھ میلہ بھی گنگا کے کنارے ہی منعقد ہوتا ہے۔ جو ہندوؤں کی سب سے بڑی اجتماعی زیارت ہے۔ آخر میں پروفیسر ایسپوزیٹو کا اقتباس ملاحظہ ہو:

“The Ganges is thus a divine entity and as such many bathing rites are done along its banks. Ganges water is seen as the best source for purifying a ritual space so pilgrims collect it and store it for future ritual use.”[10]

## ۲. جمنا اور سرسوتی کے فکری سوتے

جمنا کو بھی دیوی دریا سمجھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سورج دیوتا کی بیٹی اور یم دیوتا کی بہن ہے۔ اسے بھی خوبصورت عورت کے روپ میں

[9] Salamone, Frank, A., Encyclopedia of Religious Rites, Rituals and Festivals, Routlege, New York, 2004, P.175.

[10] Esposito, John.L, World Religions Today, OUP, 2013, P.360.

دکھایا جاتا ہے۔ ہندو اساطیر کے مطابق اس کا تہوار بھائی دوج ہے اور اس کا تعلق کرشن مہاراج سے ہے۔ سرسوتی رگ وید کا دریا ہے اور گنگا سے بھی قدیم ہے۔ ویدک ادب کے مطابق یہ بعد میں ریت میں پوشیدہ ہو گیا۔ بعد کے ہندو مذہبی ادب کے مطابق سرسوتی دریا موقع فراہم ہونے پر ظاہر ہو تا رہا ہے اور پریاگ کے مقام پر گنگا اور جمنا سے آملتا ہے۔ یہیں ان تینوں دریاؤں کے سنگم پر ہندوؤں کا کمبھ میلہ منعقد کیا جاتا ہے۔☆ گوداوری ہندوستان کا دوسرا بڑا دریا ہے۔ اس سے مقدس اشنان کے فسانے جڑے ہوئے ہیں۔ نیز اس کا تعلق سنیاسی گوتم سے بھی جوڑا جاتا ہے۔ سندھو دریا کا ذکر رگ وید میں ملتا ہے۔ یہ وہی دریا ہے جو پاکستان میں بھی بہتا ہے۔ نرمادا دریا کو ہندومت میں دیوی سمجھا جاتا ہے۔ اس کا اکثر ذکر رامائن، مہا بھارت اور پران میں ملتا ہے۔ کوویری دریا کو دیوی کویر اما سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ہمالیہ کو ہندومت کے مقدس ترین مقامات کو اپنے اندر سمونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ دنیا کا بلند ترین پہاڑی سلسلہ ہے اور اس کی برف پوش چوٹیاں ابدی زندگی کے استعارے ہیں۔

سکند اپران کے مطابق اگر انسان اپنے کرما کو بہترین شکل دینا چاہتا ہے تو وہ ہمالیہ کی چوٹیوں کا نظارہ کرے۔ پروفیسر ایسپوزیٹو لکھتے ہیں:

> "As the dew is dried up by the morning sun, so are the sins of mankind by the sight of Himalayas."[11]

بلند ترین پہاڑ پر موجود ہندو مندر، خانقاہوں اور مقدس مقامات پر پہنچنے کے دوران کے مشکل مراحل یاتری کو نہ صرف آلائش دنیا سے پاک کرتے ہیں بلکہ اُس کی بلندئ کردار کا بھی باعث بنتے ہیں۔ یوں ہمالیہ کی بلندی اصل میں بلندئ انسانیت کا نشان اور اخلاق عالیہ کا مقدس استعارہ ہے۔ ہندومت میں میرو کے خیالی پہاڑ کو بھی بڑی اہمیت دی جاتی ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ فرضی دیومالائی پہاڑ برہما کا مسکن اور مزید کئی دیوتاؤں کی قرار گاہ ہے۔

## ۳. اسلام میں مقامات وزیارات مقدسہ

اسلام میں صرف وہی مقامات و زیارات مقدس کہلاتے ہیں جنہیں قرآن و سنت نے تقدیس کا جامہ زیب تن کروایا ہو۔ نیز یہ مقامات و زیارات بنیادی طور پر توحید کے معانی کو اجاگر کرنے والے شعائر ہیں۔ ان مقامات وزیارات کے ذریعے توحید کی روشنی پھوٹتی ہے۔ دل شرک و کفر سے بے زار ہو کر ایک رب کے سامنے سربسجود ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صرف تین مقامات کی طرف ثواب کی نیت سے سفر مشروع قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

((لا تشد الرجال الا الی ثلاثۃ مساجد: المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ و مسجدی ہذا)) [۱۲]

اس حدیث کے مطابق ثواب کی نیت سے صرف تین مساجد کا سفر کیا جاسکتا ہے۔

مسجد حرام　　　　مسجد اقصیٰ　　　　مسجد نبوی

☆ ہندو مذہب میں دریاؤں کی تقسیم مذکر اور مؤنث کے نام سے بھی ہے: مذکر دریا: سونا، برہم پتر
مؤنث دریا: گوداوری، کویری، اتری، کرالویا، بھودا، گومتی، سرایو، گاندکی، وپاشا، سندھو، کرشا۔
مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: Hindu Mythology by W.J. Wilkins, Rupa, 2013, P.444

[11] Esposito, John.L, World Religions Today, OUP, 2013, P.359.

[۱۲] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب جزا الصید، باب حج النساء، رقم الحدیث: ۱۸۶۴۔

لہٰذا مقدس مقامات کی بنیادی فکری معنویت فقط عقیدۂ توحید کا فہم، اس کی سمجھ اور اس کی بصیرت کا حصول ہے۔ جیسا کہ معروف ہے کہ کائنات کے بہترین حصے مساجد ہیں۔[۱۳] اسلام کے تمام مقدس مقامات کی فکری معنویت فقط اللہ تعالیٰ کی توحید کے گرد طواف کرتی ہے۔ مقدس اسلامی مقامات کی تقدیس کا محور فقط اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات ہے۔ یوں ان مقامات کی زیارت کا مقصد توحید الٰہی پر غیر متزلزل ایمان، تقویٰ و پرہیز گاری کا حصول اور فکر آخرت کی نشوونما ہے۔ مکہ کا بلد حرام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو سب شہروں سے محبوب ہے۔ اسی شہر میں کعبہ مشرفہ ہے جو روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنایا جانے والا پہلا گھر ہے۔

## ۳.۱ مکہ مکرمہ کی عظمت، حرمت اور تقدیس

مکہ مکرمہ کی عظمت، حرمت اور تقدیس ہر شک سے بالا تر ہے۔ اس بلد حرام کا بنیادی معنی اس کا امن والا شہر ہونا ہے اور امن کا تعلق دراصل ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا سے ہے جسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے: ﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا﴾[۱۴] اللہ تعالیٰ نے خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اعلان کیا: ﴿وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا﴾[۱۵] امن اور سکون کے فکری معانی اتنے متنوع اور وسیع ہیں کہ اس بلد حرام میں پرندوں، جانوروں، درختوں اور خودرو نباتات کو بھی امن حاصل ہے۔ یوں مکہ مکرمہ اسلام کا مقدس ترین مقام ہونے کے ناتے دنیا کو یہ پیغام دیتا ہے کہ اسلام امن، سلامتی، آشتی اور بھائی چارے کا دین ہے۔ مکہ کا ایک اور فکری معنی ابراہیم علیہ السلام سے تعلق پر بھی مبنی ہے۔ یہ تعلق یہودیت اور عیسائیت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھی اس مقدس شہر میں رائج دین کی پیروی کریں جس کے لیے ان کے بطریق اعظم نے دعا کی تھی۔

اب ذرا فکری معانی کا معکوس انداز ملاحظہ ہو کہ مکہ بلد امن بھی ہے اور وادی غیر ذی زرع بھی ہے لیکن اس کے باوجود یہاں کے پھلوں اور سبزیوں کی فراوانی لوگوں کی حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ یہ معنی تقاضا کرتا ہے کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ امن ایک ایسی صفت ہے جو بے آب و گیاہ بستی کو پھلوں اور سبزیوں سے معمور کیے ہوئے ہے۔ یوں اس شہر کا رب اسباب کا محتاج نہیں۔ اگر خود سپردگی، اطاعت اور تقویٰ کا زاد راہ نصیب ہو جائے تو وہ تمام بستیاں بھی امن کے ساتھ ساتھ مادی خوشحالی کا مرکز بن جائیں گی جن کے ماتھوں پر صدیوں سے بدامنی نے نہایت مکروہ نقش و نگار بنا رکھے ہیں۔

## ۳.۲ مکہ مکرمہ کی ایک اور فکری معنویت

مکہ مکرمہ کی ایک اور فکری معنویت اس کا ام القریٰ ہونا بھی ہے۔ یہ عرب کی قدیم ترین بستی ہے۔ گویا یہ تمام بستیوں کی ماں ہے سب بستیوں نے اس سے جنم لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا﴾[۱۶] نیز فرمایا: ﴿وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى﴾[۱۷] اور جیسے ماں کی شفقت عالمگیر طور پر مسلمہ ہے ایسے ہی ام القریٰ دراصل تمام بستیوں کے لیے ممتا کے جاوداں پیکر محسوس

---

[۱۳] القشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح ، کتاب المساجد و مواضع الصلوة، باب فضل الجلوس، رقم الحدیث: ۶۷۱.

[۱۴] ابراہیم: ۱۴/ ۳۵.

[۱۵] آل عمران: ۳/ ۹۷.

[۱۶] الشوریٰ: ۴۲/ ۷.

[۱۷] الانعام: ۶/ ۹۲.

کی طرح ہے۔ لیکن یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اس ام القریٰ میں ممتا کی چھاؤں کے ساتھ ساتھ قہر و غضب کی حدت بھی ہے جو ان تمام جبابرہ کے غرور کو توڑ دیا کرتی ہے جو ردائے تکبر اوڑھے ہوئے اس بستی کو تاخت و تاراج کر دینے کا خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ اسی لیے قرآن مجید میں اسی ام القریٰ کو بکہ بھی کہا گیا ہے۔

بکّہ کے متعلق امام شوکانی تحریر کرتے ہیں:

**((وقیل: البک: دق العنق سمیت بذلک لانہا کانت تدق اعناق الجبابرہ))** [۱۸]

مکہ مکرمہ کی ایک فکری معنویت اس کا سارے کرۂ ارض سے افضل ہونا ہے۔

عبداللہ بن عدی بن حمراء رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو اونٹنی پر سوار حزورہ کے مقام پر یہ فرماتے ہوئے سنا: **((واللہ انک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ عزوجل ولولا انی أُخرجت منک ما خرجت))** [۱۹] اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مکہ مکرمہ ہر جگہ سے افضل ہے۔ افضلیت کے آسمان پر چمکنے والے مزید ستاروں کی ضوء ملاحظہ ہو:

مکہ مکرمہ افضل ترین انبیاء کی جائے سکونت رہا ہے اور خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی جائے پیدائش ہے۔ مکہ مکرمہ میں اسلام کے وہ تمام بنیادی شعائر موجود ہیں جن کی افضلیت مسلمہ ہے۔ یہ مسجد حرام کو سموئے ہوئے ہے جس کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں سے بھی بڑھ کر ہے۔[۲۰] نیز مسجد حرام کعبہ، حجر اسود، مقام ابراہیم کو گلے سے لگائے ہوئے ہے۔ اسی شہر میں صفا اور مروہ کی پہاڑیاں بزبان الٰہی اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔[۲۱] اور ان شعائر کا احترام دلوں کے تقویٰ کی نشانی اور علامت ہے۔ یوں مکہ مکرمہ نور علی نور کا مصداق ہے۔ یہاں نیکیوں اور طاعات کے خزانے کئی گنا بڑھ جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بذات خود اس کی رہائش کی آرزو فرمائی اور بلال رضی اللہ عنہ نے نگاہ شوق کو اس کے دیدار سے مشرف کرنے کی تمنا کی تھی۔[۲۲] اسی لیے اپنے شہر سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں رہائش اختیار کرنا نفس کو مغلوب کرنے اور شہوات کی نافرمانی میں معاون ہے۔

علامہ زمخشری تحریر کرتے ہیں: **((اعون علی قہر النفس و عصیان الشہوۃ واجمع للقلب الملتفت واضم للہم المنتشر واحث علی القناعۃ واطرد للشیطان))** [۲۳] یہ شہر پہلی وحی کا امین شہر ہے۔ اس شہر کے در و دیوار نے سب سے پہلے **اقرا باسم ربک الذی خلق** کو سننے کے لیے اپنے سماعتیں سجدے میں رکھیں۔ اس شہر میں نبی کریم ﷺ کا بے داغ بچپن گزرا۔ اس شہر میں حق کی آواز بلند کرنے پر نبی کریم ﷺ کو تعذیب کا نشانہ بنایا گیا۔ یوں یہ شہر بسنے والوں اور باہر کے آنے والوں کے لیے پیہم کوشش اور صبر جمیل کا پیغام دینے والا نشان عظیم

---

[۱۸] الشوکانی، محمد بن علی، تفسیر، فتح القدیر، دار المعرفۃ، لبنان، ۲۰۰۲، ص: ۲۳۲۔

[۱۹] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، باب **فی فضل مکہ**، رقم الحدیث: ۳۹۲۵۔

[۲۰] القزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، **باب ما جاء فی فضل الصلوۃ فی المسجد الحرام**، رقم الحدیث: ۱۴۰۶۔

[۲۱] البقرۃ: 2/158۔

[۲۲] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب **مقدم النبی ﷺ واصحابہ المدینۃ**، رقم الحدیث: ۲۹۲۶۔

[۲۳] الزمخشری، محمود بن عمر، تفسیر کشاف، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۰۰۰، ۳/۴۶۵۔

ہے۔ مسجد حرام کو زمین کی تمام مساجد پر فضیلت حاصل ہے۔ اس کے فکری معانی کا سنگ اول ہی حیران کن ہے۔ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہونے کا اولین مقام ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے مسجد حرام کو سب سے پہلی مسجد قرار دیا۔[۲۴]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ﴾[۲۵] البیت الحرام کا لفظ کعبہ کے فکری معانی کا عظیم پاسبان ہے۔ کعبہ اللہ کا محترم ٹھہرایا ہوا گھر ہے۔ یہی وہ گھر ہے جس کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:﴿وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا﴾[۲۶] مثابۃ کے معنی مرکز ومرجع کے ہیں جس کی طرف سب رجوع کریں اور وابستہ ہوں جو سب کا مرکز اور قبلہ ہو۔

تورات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے ہاں سال کی بڑی قربانی کا رخ جنوب کی طرف ہونا ضروری تھا۔[۲۷] کتاب خروج کی آیات ۴۰:۲۱-۲۴ سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ توراتی ترتیب بھی اسی معنویت کی قائل ہے کہ جو شخص خداوند کے حضور آئے اس کا رخ جانب جنوب یعنی مکہ معظمہ اور ابراہیمی قربان گاہ کی طرف ہو۔ یہ معنویت کعبہ کی انفرادیت کا عظیم ترین گواہ ہے۔ چنانچہ مولانا امین احسن اصلاحی اپنی معروف تفسیر "تدبر قرآن" میں تحریر کرتے ہیں: "ابتدا ہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام ذریت کی عبادت، قربانی کا قبلہ بھی خانہ کعبہ ہی کو قرار دینے کا فیصلہ ہوا تھا۔"[۲۸] دوسری اہم معنویت **قیاماً للناس** کے الفاظ سے مترشح ہوتی ہے۔ اس ترکیب کے مطابق ذریت ابراہیم علیہ السلام کی تمام دینی سیاسی اور معاشی شیرازہ بندی اسی گھر کی بدولت تھی۔ اور بعثت نبوی کے بعد یہی مرکزی گھر ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی قیاماً للناس کی فکری معنویت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> النّاس سے مراد اس دور کے اور اس سے پہلے اور پچھلے قیامت تک کے سب لوگ مراد لیے جائیں۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ کعبہ کا وجود کل عالم کے قیام اور بقاء کا باعث ہے اور دنیا کا وجود اسی وقت تک ہے جب تک خانہ کعبہ اور اس کا احترام کرنے والی مخلوق موجود ہے۔"[۲۹]

چنانچہ جب اللہ کو منظور ہوگا تو کعبہ کو اٹھالیا جائے گا اور کارخانہ عالم کو لپیٹ دیا جائے گا۔ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی معنویت کو ترجیح دیتے ہوئے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((**يخرب الكعبة ذو السّويقتين من الحبشة**))[۳۰] نیز کعبہ البیت العتیق بھی ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾[۳۱] یوں یہ آزادی کا نشان اور حریت کی علامت ہے۔ اس گھر پر کسی ظالم اور جابر کا قبضہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا آزادانہ طواف اور حج اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ گھر انسانوں کو ہر طرح کی غلامی سے نجات دلانے کا

---

[۲۴] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح، احادیث الانبیاء**، رقم الحدیث:۳۳۶۵.

[۲۵] المائدہ:۴/۹۷.

[۲۶] البقرہ:۲/۱۲۵.

[۲۷] کتاب الخروج:۴۰/۲۱-۲۴.

[۲۸] اصلاحی، امین احسن، مولانا، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، ۲۰۰۸، ۱/۳۲۸.

[۲۹] کیلانی، عبدالرحمٰن، مولانا، تفسیر تیسیر القرآن، مکتبۃ السلام، لاہور، ۱۴۲۵ھ، ۱/۵۶۴.

[۳۰] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الحج، باب ہدم الکعبۃ، رقم الحدیث:۱۵۹۶.

[۳۱] الحج:۲۲/۲۹.

مظہر ہے۔

معروف ماہر ادیان کیرن آرمسٹرونگ اپنی کتاب "A History of God" میں تحریر کرتی ہیں:

…… "the Kabah, The first temple of the one God."[32]

سب سے بڑھ کر یہی وہ گھر ہے جو دعائے خلیل اور نوید مسیحا کا امین ہے۔ یہیں ابراہیم علیہ السلام کے مقدس لبوں نے خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کی دعا کی تھی۔ یوں عظیم روایات کے امین گھر کو قبلہ بنانے کے معنی بھی یہی ہیں کہ اس کو قبلہ قرار دے کر وہ تمام روحانی خزانے حاصل کرنے کی جدوجہد کی جائے جو ابراہیم علیہ السلام کے لمس اور آخر کار رسول اللہ ﷺ کے مس سے اس گھر کو ودیعت ہوئے۔ یہ گھر ہی وہ بنیادی چراغ ہے جس سے پوری امت زندگی، حرارت، روشنی اور قوت حاصل کرتی ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی بجا طور پر تحریر کرتے ہیں: "ان روایات کی وجہ سے ملت کے نظام اجتماعی میں اس گھر کو وہی اہمیت حاصل ہے جو ایک جسم کے نظام میں قلب کو حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح قلب کے بغیر جسم کا وجود نہیں اسی طرح قبلہ کے بغیر ملت کا کوئی تصور نہیں۔"[۳۳]

یوں حجاز کی چٹیل اور بے زراعت وادی کے اندر تیرہ سو برس پہلے بلند ہونے والی صدائے اجتماع نے اس بابرکت گھر کے ذریعے بکھرے ہوئے دلوں اور برگشتہ روحوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم نے اس کا سراپا یوں کھینچا ہے۔ "صرف دل سے نکلی ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور مقدس نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہو رہی ہیں۔"[۳۴] اسلام سے محبت کرنے والوں کی نگاہ شوق کا دوسرا بڑا مرکز مدینہ ہے۔ یہ شہر کئی اقسام وانواع کی معنویت اور عناوین کا حسین گلدستہ ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی مقدس ہجرت گاہ ہے۔ یہ مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کے رشتے کا امین اور شاہد ہے۔ اس شہر نے اپنی پاک سرزمین میں نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو سمو رکھا ہے۔ نیز اس میں آپ ﷺ کی عظیم مسجد ہے۔ ان دو امتیازات کی بناء پر یہ مقدس شہر کمال کے رتبہ پر پہنچ چکا ہے۔

### ۳.۳　مدینہ کے مختلف ناموں کی معنویت

مدینہ کو "طابہ" کا نام عطا کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس پیارے شہر کا نام طابہ رکھا ہے۔"[۳۵] طابہ اور طیبہ طیب کے معنوں میں ہے۔ یہ شہر رسول اللہ ﷺ کی برکت سے نہ صرف شرک سے پاک ہو گیا بلکہ توحید کا پیغامبر بھی بن گیا۔ اسی برکت کی بناپر رسول اکرم ﷺ نے اسے حرم قرار دے دیا اور اس کی دگنی برکت کے لیے یہ دعا فرمائی۔ **((اللہم اجعل بالمدینة ضعفی ما جعلت بمکة من البرکة))**[۳۶] مدینہ منورہ ایمان کا ظرف اور مرکز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بھٹی سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا:

"مدینہ بھٹی کی طرح ہے۔ یہ اپنے باسیوں کی میل کھوٹ کو دور کرتا ہے اور اس کے اچھے لوگ اور زیادہ خالص ہو جاتے

---

[32] Armstrong, Karen, A History of God, Vintage, UK, 1993, P.180.

[۳۳] اصلاحی، امین احسن، مولانا، تفسیر تدبر القرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، ۲۰۰۸، ۱/۳۷۴.

[۳۴] آزاد، ابوالکلام، مولانا، ارکان اسلام، مکتبۂ جمال، لاہور، ۲۰۱۲، ص ۳۷۰.

[۳۵] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الحج، باب المدینة تنفی خبثہا، رقم الحدیث: ۱۳۸۵.

[۳۶] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، فضائل المدینة، باب، رقم الحدیث: ۱۸۸۵.

ہیں۔"[۳۷]

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایمان مدینہ میں اسی طرح پناہ لے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں پناہ لیتا ہے۔"[۳۸] رسول اکرم ﷺ نے اس شخص کے حق میں سفارش یا گواہی کا یقین دلایا ہے جو تنگی کے باوجود مدینہ میں ٹھہرا رہے۔[۳۹] اس آدمی کو زبان نبوی نے سخت وعید سنائی ہے جو اہل مدینہ کو خوفزدہ کرے۔ چنانچہ فرمایا: "جو شخص اہل مدینہ سے مکر و فریب کرے گا، وہ اس طرح ناپید ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔"[۴۰] ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ اللہ ایسے مکار کو جہنم میں قلعی کی طرح پگھلا دے گا۔[۴۱] مدینہ منورہ کا دل وہ مسجد ہے جسے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اشتراک عمل نے دیدہ زیب جامہ عطا کیا۔ مسجد نبوی ان تین مساجد میں سے ایک ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا﴾[۴۲] نبی کریم ﷺ نے یہاں پڑھی جانے والی نماز کو ایک ہزار نماز ادا کرنے سے زیادہ افضل قرار دے دیا۔[۴۳]

مزید برآں مسجد نبوی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔ یوں تقویٰ کا عنوان ہی مسجد نبوی کا اہم ترین وصف ہے۔ اس مسجد کا بانی تقویٰ کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھا۔ ساتھی قرآن مجید کی نصوص کے مطابق اشداء علی الکفار رحماء بینھم کے مصداق تھے۔ یہ مسجد یوں دراصل اس فکری اصول کو جلاء بخشنے والی تھی جس نے رنگ و نسل اور وطن و مال کے بت اپنے پاؤں تلے پاش پاش کر کے یہ اعلان کیا تھا۔﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾[۴۴] اس مسجد کی تعمیر کے دوران قدوسیوں کی جماعت یہ ترانہ پڑھ رہی تھی: **((اللھم لا خیر الاخیر الاٰخرۃ...... فاغفر الانصار والمہاجرۃ))** [۴۵] اس ترانے کے مطابق مسجد نبوی کا ایک اہم فکری معنی آخرت کی زندگی کو پیش نظر رکھنا تھا جو دنیاوی زندگی پر حد درجہ مقدم ہے۔ اسی کی عملی صورت گری یوں کی گئی کہ مسجد نبوی کی تعمیر کچی اینٹ سے کی گئی۔ چھت کو کھجور کی ڈالیوں سے ڈھانپا گیا۔ کھجور کے درخت اور پتوں کے استعمال سے یہ امر سامنے آتا ہے کہ کھجور کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمان کی مثال کھجور کے درخت کی سی ہے۔[۴۶]

---

[۳۷] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح، الاعتصام بالکتاب والسنة، باب ما ذکر النبیﷺ وحض علی اتفاق اہل العلم**، رقم الحدیث: ۷۳۲۲۔

[۳۸] ایضاً، فضائل المدینۃ، **باب الایمان یا رز الی المدینة**، رقم الحدیث: ۱۸۷۶۔

[۳۹] القشیری، مسلم بن حجاج، **الصحیح، الحج، باب فضل المدینة**، رقم الحدیث: ۱۳۶۳۔

[۴۰] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح، فضائل المدینة، باب اثم من کاد اہل المدینة**، رقم الحدیث: ۱۸۷۷۔

[۴۱] القشیری، مسلم بن حجاج، **الصحیح، الحج، باب فضل المدینة**، رقم الحدیث: ۱۳۶۳۔

[۴۲] بنی اسرائیل: ۱/۱۷۔

[۴۳] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح، فضل الصلوۃ فی مسجد مکة والمدینة، باب فضل الصلوۃ فی مسجد مکة والمدینة**، رقم الحدیث: ۱۱۹۰۔

[۴۴] الحجرات: ۱۳/۴۹۔

[۴۵] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، **الصلوۃ، باب ہل تنبش قبور مشرکی الجاہلیة**، رقم الحدیث: ۴۲۸۔

[۴۶] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح، باب قول المحدث**، رقم الحدیث: ۶۱۔

یوں مسجد نبوی کی تعمیر تقویٰ کی بنیاد پر کیے جانے سے اللہ کی رضا کا حصول اور اس کی سزا سے اجتناب مقصود تھا۔ اسی لیے قرآن مجید نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: ﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ﴾[۴۷] مسجد نبوی میں کھجور کا ایک تنا نبی کریم ﷺ کا سہارا بنا کرتا تھا۔ اور جب ایک دن آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کیا گیا تو رسالت و نبوت کی عظمتوں سے جدائی کا تصور اس تنے پر اتنا گراں گزرا کہ وہ غم و فراق سے رونے لگا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی آغوش رحمت نے اسے اپنی شفقت میں ڈھانپا۔ تنے کا یہ رونا دراصل اس ذکر الٰہی سے محرومی کی بناء پر تھا جسے وہ پہلے قریب سے سنا کرتا تھا۔[۴۸] مسجد نبوی کا یہ تنا ان غافل مسلمانوں کے لیے بالخصوص ایک اہم فکری معنویت کا پیغام رکھتا ہے جو قلب و ذہن، اعضاء و جوارح اور حواس خمسہ ہونے کے باوجود ذکر الٰہی سے دور ہیں۔ ذکر الٰہی اگر تنے کے قلب میں شگاف کر سکتا ہے تو وہ دل کس قدر شقاوت اور قساوت سے معمور ہیں جو قرآن و سنت کی تعلیمات سے اعراض کر کے غیروں کے اصول و قوانین کے مطابق اپنی زندگی کے لیل و نہار کے ضوابط مرتب کر رہے ہیں۔ رحمت کے ستون کی یہ فکری معنویت ظاہر کرتی ہے کہ ذکر الٰہی سے دوری شیطانی اثرات کے تسلط کا باعث بن جاتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ تنے کی طرح انسان ذکر الٰہی سے سرشار رہے۔ نیز کھجور کا یہ تنا یہ پیغام بھی دے رہا ہے کہ اہل علم کے ساتھ مجلس اور ہم نشینی کتنی اہم اور ناگزیر ہے۔ کیونکہ علم کا تعلق اہل علم ہی سے ہے۔

منبر کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((ما بين بيتى ومنبرى روضة من رياض الجنة ومنبرى على حوضى))[۴۹]

گھر اور منبر کے درمیان ریاض الجنۃ کی موجودگی ایک ایسی خصوصیت اور فکری معنویت کی آئینہ دار ہے جو کسی اور خطۂ ارض کو حاصل نہیں۔

مسجد نبوی کی ایک اہم فکری معنویت وہ چبوترہ بھی ہے جو صفہ کے نام سے معروف ہے۔ یہ چبوترہ نادار، بے کس اور عیالدار لوگوں کا محل تھا جہاں وہ رسول اکرم ﷺ کی ذات والاصفات کے انوار سے متصف ہونے کے لیے معروف دنیاداری ترک کیے ہوئے تھے۔ یہ وہ معنویت ہے جو احسان کا سبق دیتی ہے۔ اس معنویت کی کرنوں سے دل جو مرکز ایمان ہے منور ہوتا ہے۔ انہی کرنوں سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت نورانی ہالوں کے جلو میں برآمد ہوتی ہے۔ اور احادیث نبویہ کے سماع کے لیے خاص ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی شخصیت کا ایک ایک گوشہ محفوظ کرتی ہے۔ اور اسے بخاری و مسلم کے حسین عنوانات میں تبدیل کر دیتی ہے۔ صفہ دراصل موجودہ سرمایہ دارانہ نظام اور اکثریتی جمہوریت کے اصولوں کے خلاف سچے اور نادر اصولوں کا وہ مینارۂ نور ہے جو تقویٰ اور پرہیزگاری کی اینٹوں سے چنا گیا ہے۔ اسے صبغۃ اللہ کا عنوان عطا ہوا ہے۔ حیا اور احسان کی خوشبو سے آراستہ کیا گیا ہے۔ اور اس کے اصحاب وہ اعلیٰ شخصیات ہیں جو ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کا مصداق ہیں۔ یہاں تک کہ کائنات کے متقی ترین شخص محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم الٰہی ملتا ہے۔ ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ﴾[۵۰]

مسجد اقصیٰ کے فکری عناوین تنازعات سے بھرپور ہیں۔ یہ منفرد مسجد یہود و نصاریٰ کا قبلہ رہی ہے۔ اور ایک خاص وقت تک مسلمان بھی اس

---

[۴۷] التوبۃ: ۹/ ۱۰۸۔

[۴۸] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، المناقب، باب علامات النبوة فى الاسلام، رقم الحدیث: ۳۵۸۴۔

[۴۹] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، فضل الصلوة فى مسجد مكة والمدينة، باب فضل ما بين القبر والمنبر، رقم: ۱۱۹۵۔

[۵۰] الکہف: ۱۸/ ۲۸۔

کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے ہیں۔

اسلامی شرعی دلائل کے مطابق یہ فضیلت والی تیسری مسجد ہے۔ اس کی تعمیر و تاسیس سلیمان علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے انجام پائی۔ نیز یہ مسجد حرام کے بعد تعمیر ہونے والی دوسری مسجد ہے۔[۵۱] مسجد اقصیٰ کی ایک فکری معنویت یہ ہے کہ یہ مسجد تمام انبیاء علیہم السلام کے ایک ہی دین لانے کا عنوان صریح ہے۔ اس کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر کے اس کو بنانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ کائنات کے لیے اصل قبلہ کعبہ ہی ہے اور ایک وقت آئے گا جب کعبہ کی طرف رخ پھیر دیا جائے گا اور یوں کھرے اور کھوٹے کا امتیاز واضح ہو جائے گا۔ بنی اسرائیل مسجد اقصیٰ میں جو قربانیاں کرتے تھے ان کا رخ بھی بیت اللہ کی طرف ہوا کرتا تھا۔ یوں مسجد اقصیٰ ایک خاموش پیغام کے ذریعے اس امر کا آئینہ دار ہے کہ بنی اسرائیل کی نجات صرف اسی صورت میں ممکن ہے اگر وہ صحیح طور پر ابراہیمی بن جائیں اور آخری رسول محمد ﷺ کی نبوت ورسالت کا اقرار کر لیں جن کو وہ تورات میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ کا ایک فکری معنی محمد رسول اللہ ﷺ کے واقعۂ معراج سے بھی برآمد ہوتا ہے۔ مسجد اقصیٰ سے آسمانوں کی طرف کا سفر اس امر کا غماز بھی ہے کہ اب روحانی قیادت غدر وخیانت اور ظلم وبدکاری میں مبتلا قوم کی بجائے ایسی امت کے حوالے کر دی گئی ہے جو نیکیوں میں پہل کرنے والی ہوگی اور جس کا نبی تمام انبیاء کی تصدیق کرنے والا اور انہی کی راہ پر چلنے والا ہوگا۔ وہ نبی دراصل ایسے تمام اصر واغلال روند ڈالے گا جو سچے رب سے دور کرنے والے ہوں گے۔

## ۴. خلاصہ بحث

تحقیق سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہندومت میں مذہبی اسفار بے شمار ہیں اور ان کی کثرت کی اصل وجہ دراصل وہی ہندو دیومالا ہے جو کروڑوں دیوتاؤں کو نفع اور نقصان کا مالک سمجھتے ہوئے ان کے نمائندہ علامات و مظاہر کی طرف رخ کرنا ثواب کا کام سمجھتی ہے۔ اساطیر کے تنوع کے باعث یہ اسفار پوری عمر میں بجالانا آسان کام نہیں نیز ان اسفار میں یک رنگی نہیں جھلکتی۔ چونکہ ہندومت انفرادی بالیدگی کا قائل ہے اس وجہ سے یہ اسفار معاشرے میں موجود طبقاتی تقسیم اور ذات پات کے نظام کے خاتمے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ دوسری طرف اسلام کے اسفار نہ صرف قلیل ہیں بلکہ توحید الٰہی کے سوتے سے نمودار ہوتے ہیں۔ ان میں تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام کے دین واحد اور ملت حنیفہ کا ایک ہی رنگ نظر آتا ہے۔ یہ اسفار صبغۃ اللہ کے امین ہیں اور تقاضا کرتے ہیں کہ انفرادی روحانی بالیدگی دراصل فقط ایک نقطہء آغاز ہے جس کی حتمی منزل اجتماعیت پر مبنی ایک ایسی روحانی دنیا کا قیام ہے جو پوری کائنات کے لیے امن، رواداری اور مساوات کا ایک ایسا نمونہ ہو جس میں طبقاتی تقسیم اور ذات پات کے نظام کی کوئی گنجائش موجود نہ ہو۔ ایک اہم فرق یہ بھی ہے کہ ہندومت کے اسفار انسانی عقل کی چابکدستی کا شاہکار ہیں جبکہ اسلام کی زیارات کی بنیاد وحی الٰہی ہے جو لازوال اور دائمی ہے۔

## ۵. تحقیق کے مزید امکان

ضرورت ہے کہ برصغیر پاک وہند میں رائج اسلامی روایات وزیارات کا اس نظر سے جائزہ لیا جائے کہ صدیوں اکٹھے رہنے کی وجہ سے یہاں کے مسلمانوں میں ایسا تصور زیارت تو نہیں جو دراصل ہندومت سے مستعار لے لیا گیا ہو۔ اور ہندومت کے نظریات برائے مقدس اسفار کو اس خیال سے اسلامی طرز پر ڈھال لیا گیا ہو کہ شائد اس طرح معاشرے میں وحدت ادیان کے جذبات پیدا ہوں اور باہم مل بیٹھنے اور آپسیں تعلقات کو کوئی مذہبی بنیاد فراہم ہو جائے۔

---

[۵۱] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، رقم الحدیث: ۳۳۶۶۔

## کتابیات


البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، دارالسلام، ریاض، ۱۴۲۱ھ۔

الترمذی، محمد بن عیسیٰ، **جامع الترمذی**، دارالسلام، ریاض، ۱۴۲۱ھ۔

جلال پوری، علی عباس، **رسوم اقوام**، تخلیقات، لاہور، ۲۰۱۳ء۔

جلال پوری، علی عباس، **روایات تمدن قدیم**، تخلیقات، ۲۰۱۳ء، لاہور۔

جے داس، دھنن، **شریمد بھگودگیتا**، ڈان بکس، لاہور، ۲۰۱۵ء۔

رنجن پتر، امولیہ، **فلسفۂ مذاہب** (مترجم یاسر جواد) فکشن ہاؤس لاہور، ۲۰۱۷ء۔

السجستانی، ابوداؤد، **سنن ابوداؤد**، دارالسلام، ریاض، ۱۴۲۱ھ۔

الفیروز آبادی، مجدالدین محمد بن یعقوب، **القاموس المحیط**، دارالجیل، بیروت س۔ن۔

فیروزالدین، مولوی، **فیروز اللغات**، فیروز سنز لاہور، ۱۹۸۳ء۔

القزوینی، محمد بن ماجہ، **سنن ابن ماجہ**، دارالسلام، ریاض، ۱۴۲۱ھ۔

القشیری، مسلم بن حجاج، **الصحیح**، دارالسلام، ریاض، ۱۴۲۱ھ۔

ندوی، محسن عثمانی، ڈاکٹر، **ہندو مذہب۔ مطالعہ اور جائزہ**، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۲۰۰۵۔

نہال سنگھ، **رگ وید (مترجم) نگارشات**، لاہور، ۲۰۱۶۔


### English Books:


Bhikku, Bodhi. In the Buddha’s Words, U.S.A. 2000.

Bowker, John, World Religions- Great Faiths Explored and Explained, DK, 2006.

Brawer, Naftali, Judaism-Theology, History and Practice, Running Press London, 2008.

Cole, Owen, Five Religions in the Twentieth Century, Hulton, 1982.

Dalal, Roshan, The Religions of India, Penguin Books, 2010.

Esposito, John, L. World Religions Today, Oxford University Press, 2009.

Grover, Nirad, Sacred Sites of the World, Roli Book, 2006.

Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018.

Krishna, Nanditha, Sacred Animals of India, Penguin, 2010.

Oxtoby and Segal, A Concise Introduction to World Religions, Oxford University Press, 2007.

Purton Rowland, Festivals and Celebrations, Basil Blackwell, 1982.

Sen Gupta, Subadhra, Chaar Dham, Rupa, New Delhi, 2003.

Singh, K.V, Hindu Rites and Rituals, Penguin, 2015.

Upaddhay, Ved Parkash, Muhammad in the Hindu Scriptures, Noordeen, Dehli, 2011.